السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس کا حکم جو اپنے مریدوں کو اپنے لئے سجدہ کا حکم کرے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی :-اما بعد

فھذہ نبذة من ادلة الکتاب والسنة واقوال اہل العم فی مسئلة عدل اللہ وحکمتہ وتسطہ وتنزیہہ تعالی عن الظلم والجور-قال ابن جریر الطبری فی تفسیرہ وہومن اجل تفاسیر اہل الاسلام تحت قولہ تعالی وما کان ربک لیہلک القری بظلم واہلہا مصلحون-یقول تعالی ذکرہ وما کان ربک یا محمد لیہلک القری التی اعلکہا التی قص علیک نبأتہا ظلما واہلہا مصلحون فی اعمالہم غیر مسیئین فیکون اہلاکہ ایاہم مع اصلاحہم فی اعمالہم وطاعتہم ربہم ظلما وقال رحمہ اللہ فی سورة ال عمران واما قولہ ذلک بما قدمت ایدیکم ای قولنا لہم یوم القیمة ذوقوا عذاب الحریق بما اسلفت ایدیکم واکتسبہا ایام حیوتکم فی الدنیا وان اللہ عدل لا یجور فیعاتب عبدالہ من غیر اسحقاق- منہ العقوبة وقال رحمہ اللہ وخلق السموت والارض با لحق للعدل لا لما حسب الجاہلون باللہ من انہ یجعل من اجترح السیئات ، فعصاہ وخالف امرہ کالذین امنوا وعملوا الصلحت فی المحیا والممات اذ کان ذلک

اما بعد یہ ایک حصہ ہے کتاب وسنت سے اور اہل علم کے اقوال سے اللہ عزوجل کے عدل وحکمت وانصاف کے مسئلہ میں اور اس کی تنزیہ وپاکی میں ظلم وجور سے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا- علامہ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں جو تفاسیر اسلامیہ سے ایک اعلی درجہ کی معتبر تفسیر ہے آیہ کریمہ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ، اے محمد ﷺ تیرا رب ایسا نہیں کہ صالح بے گناہ لوگوں کو ہلاک کرے کیونکہ صالح بے گناہ بے قصور لوگوں کا ہلاک کرنا ظلم ہے (اور اللہ تعالی ظلم سے منزہ مبرا پاک ہے) اور سورہ ال عمران میں آیہ کریمہ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں قیامت کے دن اللہ عزوجل کافروں کو فرماوے گا کہ تم کو عذاب حریق میں رکھنا تمہارے اعمال کا بدلہ ہے اور اس واسطے کہ اللہ تعالی عزوجل عادل ہے ظلم نہیں کرتا اپنے بندوں کو بے قصور عذاب کرے اور آیہ کریمہ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ، اللہ تعالی نے آسمان وزمین کو حق وعدل کے واسطے بنایا ہے نہ اس واسطے کہ مومن اور کافر

من فعل غیر اہل العدل والانصاف یقول جل ثناءہ فلم یخلق اللہ السموت والارض للظلم والجور ولکنا خلقناہما للحق والعدل ومن الحق ان نخالف بین حکم المسیئ والمحسن فی العاجل والاخر اخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہ تعالی فلا یخاف ظلما ولا ہضما قال لا یخاف ابن ادم یوم القیمة ان یظلم فیزاد علیہ فی سیاتہ ولا یظلم فیہضم من حسناتہ وبجوہ فسرہ مجاہد وقتادة والحسن یعنی لو زاد علیہ فی سیاتہ او نقص من حسناتہ لکان ظلما واللہ تعالی منزہ عن الظلم وقال ابن کثیر فی تفسیرہ تحت قولہ فلا یخاف ظلما ولا ہضما ای لا یزاد فی سیاتہم ولا ینقص من حساتہم قالہ ابن عباس ومجاہد والضحاک والحسن وقتادة وغیر واحد فالظلم الزیادة بان یحمل علیہ ذنب غیرہ والہضم النقص انتہی وقال تحت قولہ تعالی ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلہم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاہم ومماتہم ساء ما یحکمون ای ساء ماظنوا بنا وبعدلنا ان نساوی بین الابرار والفجار فی الدار الاخرة-

کوحیوة، ممات میں برابر رکھے یہ جاہلوں کا گمان ہے کیونکہ یہ ظالم بے انصاف کا کام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں نے آسمان وزمین کو ظلم اور بے انصافی کے واسطے نہیں بنایا بلکہ عدل وانصاف کے واسطے بنایا ہے اور عدل وانصاف سے ہے فرق کرنا درمیان نیکوکار وبدکار کے ، ابن عباس سے آیہ کریمہ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ابن آدم قیامت کے دن اس سے نہیں ڈرے گا کہ میرے حسنات کی کمی یا سیئات کی زیادت کا ظلم اسپر کیا جاوے گا ، اور مجاہد اور قتادہؓ اور حسن نے بھی اسکے قریب قریب تفسیر کی ہے غرض کہ اگر ان سیئات کی زیادت یا ان کے حسنات میں نقصان کیا جاوے تو ظلم لازم آوے گا اور اللہ عزوجل ظلم سے پاک اور منزہ ہے ، حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں آیت مذکورہ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں سیئات کی زیادت اور حسنات میں نقصان ظلم اور ہضم ہے مومن اس ظلم ونقصان سے نہ ڈرے اور یہی تفسیر ہے ابن عباسؓ مجاہد اور ضحاکؒ اور حسنؒ اور قتادہؓ اور بہت مفسرین کی اور آیہ کریمہ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ میں لکھا ہے یعنی نیکوں اور بدکاروں کو یکساں رکھنا مجھ پر اور میری عدالت پر بدگمانی کرنی ہے ،

قلت لو کان فی مساواتہم عدل لما حکم علیہ بالحکم السیی واظن السیی وقال صاحب جامع البیان تحت قولہ تعالی ذلک بما قدمت یداک وان اللہ لیس بظلام للعبید ومن العدل تعذیب المسی ، واثابة المحسن والظالم فدیترک عقاب المسی للعصیتہ کما یترک اثابتہ المحسن وقال رحمہ اللہ فی قولہ تعالی ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید اشار الی ان من عفی من ہوءلاء الذین ظلموا انفسہم وظلموا عباد اللہ المومنین صار ظالما کثیر الظلم بمعنی انہ وضع السیی فی غیر محلہ للائق وبہذا نسر اہل اللغة وما وردفی کتاب اللہ الظلم الا بہذا المعنی والعفو فی موضع لا تقتضیہ الحکمة ظلم لا مشک فیہ ولیس ہذا من الاعتزال فی شیئ الخ منہ وقال رحمہ اللہ تحت قولہ تعالی ونقول ذوقوا عذاب الحریق ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید ای عدلنا یقتضی تعذیبکم وقال رحمہ اللہ تعالی تحت قولہ تعالی ما یبدل القول لدی لا تبدیل ولا احلاف لقولی وما انا بظلام للعبید فاعذبہم بغیر جرم و

میں کہتا ہوں اگر مساوات میں بھی عدل ہوتا تو اللہ عزوجل اسلو بدگمانی اور برا حکم کیوں فرماتا اور صاحب تفسیر جامع البیان سورة حج میں آیہ کریمہ ذَٰلِكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں بدکار کو عذاب دینا نیکوکار کو نیک بدلہ دینا عدل سے ہے ، اور ظالم کبھی بدکار کو بنا بر عصیت سزا نہیں دیا کرتا جس طرح کہ نیکوکار کو اس کی نیکی پر بدلہ نہیں دیتا اور سورة انفال میں آیہ کریمہ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس میں اشارہ فرمایا ہے کہ جس نے ان ظالموں سے درگزر کیا جنہوں نے اپنے نفسوں اور اللہ تعالی کے ایماندار بندوں پر ظلم کثیر الظلم ہوگیا بایں معنی کہ اس نے غیر محل لائق میں شئے کو استعمال کیا اور ظلم کی تفسیر اہل لغت یہی کرتے ہیں اور کتاب اللہ میں ظلم کا لفظ بجز اس معنی کے نہیں آیا اور معاف کرنا ایسے موضع میں جہاں حکمت مقتضی نہ ہو بلا ریب ظلم ہے اور اس میں کچھ اعزال نہیں ہے اور آیہ کریمہ سورة ال عمران ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی

تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی ہماری عدالت تمہاری عذاب دینے کے مقتضی ہے اور سورۃ قمایُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کی تفسیر میں لکھتے ہیں (میں اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہوں، کہ انکو بغیر جرم کے عذاب کروں اور سورۃ ال طہ فَلَا یَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں

قال رحمہ اللہ تعالی تحت قولہ تعالی فلایخاف ظلما بان یزاد علی سیاتہ ولاھضما بان ینقص من حسناتہ -وقال رحمہ اللہ تعالی ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلھم کالذین امنوا و عملوا الصلحت سواء محیاہم ومماتہم ساء ما یحکمون ای بئس حکمہم ہذا وخلق السموات والارض بالحق ای کیف یستوی وقد خلقھما بالحق المقتضی للعدل ولتجزی کل نفس بما کسبت خلقھما للعدل والثواب لاللعبث وہم لایظلمون فاذا استوی المحسن والمسی فلایکون للعدل والجزاء ویکون المحسن مظلوما وقال تعالی افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون- وقال اللہ تعالی افنجعل الذین امنوا و عملوا الصلحت کالمفسدین- فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار وقال رحمہ اللہ تحت قولہ تعالی وما کان ربک لیھلک القری بظلم واھلہا مصلحون اولااہلکھم بظلم وہم مصلحون لاعمالھم فانہ سبحانہ حرم الظلم علی نفسہ وجعلہ بینکم محرما وما ظلمنا ہم

لکھتے ہیں ظلم یہ ہے کہ اسکو (یعنی گنہگار کے) سیئات میں زیادت کی جاوے اور ہضم یہ ہے کہ اسکی نیکیوں میں کچھ کمی کی جاوے اور آیہ کریمہ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کیا بد عمل لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم ان کو ایماندار اور نیک عمل والوں کی طرح کردینگے باین طور کہ ان کے حیات اور ممات یکساں ہو، یہ انکار اللہ عزوجل کے بارے میں برا فتوی ہے وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ یعنی نیک اور برے کیونکر برابر ہوں کیونکہ اس نے آسمان وزمین کو ایسی تدبیر درست کے ساتھ پیدا کیا ہے جو وہ عدل کی مقتضی ہے، وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ یعنی دونوں کو عدل اور ثواب کے لئے پیدا کیا ہے نہ عبث کے لئے وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے) جب نیک اور بد یکساں ہوگئے تو یہ عدل اور جزاء کے لئے نہ ہوئے اور نیکوکار مظلوم رہا اللہ تعالی فرماتا ہے کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کرتے ہیں تم کو کیا ہوا کس طرح تم (یہ ناجائز) فتوی دیتے ہو اور فرماتا ہے کیا ہم ایماندار صالح عمل والوں کو زمین میں فساد مچانیوالوں کی طرح کرینگے اور کیا ہم متقیوں کو فاجروں کی طرح کرینگے (ہرگز نہیں یہ میرے عدل وانصاف کے خلاف ہے) اور آیہ کریمہ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ میں لکھتے ہیں آیت کا معنی یہ ہے کہ صالحون کو اللہ عزوجل ہلاک نہیں کرتا ہے کیونکہ

ولکن ظلموا انفسھم وہذا توجیہ وجیہ لااعتزال فیہ انتہی وفی التفسیر الوجیز تحت قولہ فلایخاف ظلما بان یزاد علی سیاتہ ولاھضما بان ینقص من حسناتہ کذا فسرہ ابن عباس ومجاہد والضحاک وقتادۃ وغیر واحد من السلف نقلہ المفسرون وصححہ الشیخ -الناقد عماد الدین ابن کثیر فی تفسیرہ ومثل ہذا فی کتاب اللہ المجید فی مواضع کثیرۃ

وقال الرازی فی تفسیرہ الکبیر تحت قولہ تعالی وخلق السموت والارض بالحق ولولم یوجد البعث لما کان ذلک بالحق بل کان بالباطل لانہ تعالی لما خلق الظالم وسلطنہ علی المظلوم الضعیف ثم لاینتقم للمظلوم من الظالم کان ظالما ولو کان ظالما لبطل انہ خلق السموت والارض بالحق وقال تحت قولہ تعالی فلایخاف ظلما ولاھضما والظلم ہوان یعاقب لاعلی جریمۃ اویمنع من الثواب علی الطاعۃ انتہی ہذا

اللہ عزوجل نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے ہم نے مجرموں کو ظلما ہلاک نہیں کیا بلکہ وہ اپنے ظلم سے ہلاک ہوگئے اور یہ بہت عمدہ وجہ ہے اس میں کوئی اعتزال نہیں انتہی اور تفسیر وجیز نین آیہ کریمہ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ظلم یہ ہے کہ اس کے گناہوں میں زیادت کی جاوے اور ہضم یہ کہ اس کی نیکیوں میں نقصان کیا جاوے اس طرح ابن عباسؓ مجاہدؒ اور ضحاکؒ اور قتادہؒ اور بہت سلف نے اس آیت کی تفسیر کی ہے اور مفسروں نے اس کی نقل کی اور عماد الدین ابن کثیر نے جو حدیث کا صراف ہے اس کی تصیح کی ہے، انتہی رازی تفسیر کبیر میں آیہ کریمہ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں اگر بعث بعد الموت نہ ہو تو آسمان وزمین کی پیدائش بالحق نہ ہو بلکہ بالباطل ہوئی کیونکہ اللہ تعالی نے جب ظالم کو پیدا کیا اور مظلول ضعیف پر مسلط کیا پھر ظالم سے مظلوم کے واسطے انتقام نہ لیا تو (عیاذا باللہ) اللہ تعالی ظالم ہوا تو آسمان وزمین کی پیدائش بالحق باطل ہوگی اور آیہ کریمہ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں بے قصور کو عذاب دینا یا عمل صالحہ کا بدلہ نہ دینا ظلم ہے انتہے قرآن مجید کی تفسیر میں یہ تفسیر شیخ رازی کی مختار ہے اگرچہ اپنے اصحاب اشاعرہ کے طرف سے مخالفوں کو جواب بھی دیتا ہے اور اس قسم کی آیتیں قرآن شریف میں

الذی اختارہ الرازی فی تفسیر القران المجید وان ینقل اجوبۃ اصحابہ الاشعریۃ فی مقابلۃ المخالفین - قلت والعجب من بعض تفاسیر اہل السنتہ یاولون ہذہ الایات بان المراد فعل مالوفعلہ غیرہ لکان ظلما کما ان المراد من الابتلاء والاختیار فعل مالوفعلہ غیرہ لکان ابتلاء واختیارو ہذا التاویل اقرب بالتحریف من التفسیر وفی الصیحین فقال اہل الکتابین اعطیت ہولاء قیراطین قیراطین واعطیتنا قیراطا قال اللہ ہل ظلمتکم من اجرکم من شئی قالوا لاقال فہو فضلی اویتہ من اشآء وفیھا فی حق الجنۃ والنار قال اللہ عزوجل لکل واحد منھا فلاہما فاما النار فلا تملی حتی یضع رب العزۃ فیھا قدمہ فتقول قط قط قط فھنا لک تمتلی ویزوی بعضہا الی بعض ولایظلم اللہ عزوجل ینشئی لھا خلقا - فان اللہ عزوجل ینشئی لھا خلقا فعلم من ہذین الحدیثین ان اللہ لولم یعط اہل الکتابین قیراطھم اوینشئی لملا جھنم خلقا لکان ظلما تعالی اللہ عنہ وفی الحدیث

بکثرت موجود ہیں فہم اور بصارت درکار ہے میں کہتا ہوں کے اہل سنت کے ان بعض مفسرین سے تعجب ہے جو آیت مذکورہ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس قسم کی آیات سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا ایسا کام کرنا کہ اس کے سوا اگر کوئی اور ایسا کرے تو ظلم ہوگا جیسا کہ ابتلا و آزمائش جو منسوب الی اللہ تعالے قرآن شریف میں آتی ہے مراد اس سے کرنا اس کا کام ہے اگر غیر اللہ کرے تو اسکا نام ابتلا و امتحان ہوگا اور تاویل تفسیر سے تحریف کے قریب ہے صیحین میں ہے کہ اہل کتاب جس وقت امت محمدیہ کے ثواب کی کثرت دیکھیں گے تو رب العالمین کے پاس عرض کریں گے کہ پروردگار ہمارا عمل بہت اور اجر تھوڑا اور محمدیوں کا عمل تھوڑا اور اجر ہم سے دوچند ملا اللہ تعالے فرمایگا کیا میں تم پر ظلم کیا اور اجرت مقررہ سے کم دیا کہیں گے نہیں تو اللہ عزوجل فرمایگا یہ میرا فضل ہے، جسکو چاہتا ہوں دیتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجرت مقررہ اگر نہ دیتا تو ظلم لازم آتا تعالی اللہ عنہ اور صیحین میں ہے کہ جنت دوزخ کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ دونوں کو بھروں گا جنت کے بھرنے کے واسطے اللہ عزوجل اور لوگ پیدا کریگا اور دوزخ میں اللہ عزوجل اپنا قدم رکھیگا پس دوزخ سمٹ جاویگا اور کہے گا بس بس (میں بھر گیا یہ نہ ہوگا کہ دوزخ بھرنے کے واسطے بھی اور لوگ پیدا کرے جیسا کہ بہشت کے واسطے پیدا کئے کیونکہ بے قصور لوگوں کو

القدسی یقول اللہ عزوجل یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا رواہ مسلم - وقال الفاضل العلامۃ حبر الامۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فی کتابہ منہاج السنۃ فی اجزء الاول واما المثبتون للقدر وہم جمہور الامۃ وائمتہا کالصحابۃ والتابعین لہم باحسان واہل البیت وغیرہم فہولاء تنازعوا فی تفسیر عدل اللہ وحکمتہ والظلم الذی یجب تنزیہہ عنہ وفی تعلیل افعالہ واحکامہ ونحو ذلک فقالت طائفۃ ان الظلم ممتنع منہ غیر مقدور وہو محال لذاتہ کالجمع بین -النقیضین وان کل ممکن مقدور فلیس ہو ظلما وہولاء ہم الذین قصد والرد علیھم وہولاء یقولون انہ لو عذب المطیعین ونعم العصاۃ لم یکن ظلما

وقالوا الظلم التصرف فیما لیس لہ واللہ لہ کل شئی اومخالفۃ الامر واللہ لاامر لہ

دوزخ میں ڈالنے سے ظلم لازم آتا ہے، اور اللہ عزوجل ظلم سے منزہ اور پاک ہے، اور صیح مسلم میں حدیث قدسی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے میرے بندوں میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے آپس میں بھی ظلم حرام کیا پس آپس میں ظلم نہ کرو تعجب ہے کہ جب اللہ عزوجل کے ہاں کسی صورت میں ظلم لازم نہیں آتا اگرچہ وعدہ خلافی کر کے کل انبیاء واولیاء کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے اور سب کفار وشیاطین اور مظلموں کے خونخواروں کو ہمیشہ جنت میں رکھے پس وہ کیا چیز ہے جو کہ اللہ عزوجل نے اپنے اوپر حرام کیا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اپنے کتاب منہاج السنہ جلد اول ص ۳۳ میں لکھتے ہیں مثبتین قدر جوامت کے جمہور اور ائمہ امت یعنی صحابہ اور

تابعین باحسان اور اہل بیت وغیرہ ہم ہیں ان لوگوں نے اللہ عزوجل کے عدل اور حکمت اور ظلم جس سے عزوجل کی تنزیہہ واجب ہے اور اللہ تعالے کے افعال اور احکام وغیرہ کے تعلیل میں اختلاف کیا ہے ایک طائفہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالی سے ظلم کو وقوع میں آنا ممتنع ہے اور اللہ تعالے اس کے کرنے پر قادر نہیں، اور جس طرح کہ جمع بین النقیضین محال لذاتہ ہے اور ہر وہ ممکن جو مقدور الہی ہو وہ ظلم نہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے منکرین قدر پر رد کرنا چاہا ہے کہتے ہیں اگر اللہ تعالے فرمانبر داروں کو عذاب کرے اور نافرمان کو انعام بخشے تو یہ ظلم نہیں ہوگا، کیونکہ ان کے نزدیک تصرف فی مال الغیر کو ہیں اور اللہ تعالی پر کو حکم کرنے والا نہیں ہے ظلم کہتے ہیں اور ہر چیز اللہ تعالی کی ہے یا حکم کی مخالفت کو ظلم بناتے، اور یہ بہت اہل کلام

وہذا قول کثیر من اہل الکلام المثبتین للقدر ومن وافقہم من الفقہاء اصحاب الائمۃ الاربعۃ وقالت طائفۃ بل الظلم مقدور ممکن واللہ سبحانہ لایفعلہ لعدلہ ولہذا مدح نفسہ حیث اخبرانہ لایظلم الناس شیئا والمدح انما یکون بترک المقدور علیہ لا بترک الممتنع قالو وقد قال اللہ ومن یعمل من الصالحات وہو مومن فلایخاف ظلما ولاہضما قالو الظلم ان یحمل علیہ سیئات غیرہ والہضم ان یہضم حسناتہ وقد قال ذلک من انباء القری نقصہ علیک منہا قائم وحصید وما ظلمناہم ولکن ظلموا انفسہم فاخبرانہ لم یظلمہم لما اہلکہم بذنوبہم وقال تعالی وجیٔ بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لایظلمون فدل علی ان القضاء بینہم بغیر القسط ظلم واللہ منزہ عنہ - وقال تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا ای تنقص من حسناتہا فلا تعاقب

مثبتین للقدر کا قول ہے اور جو موافق ہوا ان کے بعض فقہا سے جو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اصحاب ہیں اور ایک طائفہ نے کہا ظلم پر اللہ تعالی قادر ہے اور وہ ممکنات سے ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی بسبب عدل اپنے کے ظلم نہیں کرتا اس واسطے اپنے نفس کی تعریف کرتے ہوئے اخبار فرمایا کہ وہ (اللہ تعالی) ذرہ بھر لوگوں پر ظلم نہیں کرتا اور تعریف مقدور کے ترک پر ہوتی ہے نہ ممتنع کے ترک پر کہتے ہیں، اللہ تعالے نے فرمایا جو نیک عمل کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہو پس وہ ظلم اور نقصان سے خوف نہ کرے کہتے ہیں ظلم یہ ہے کہ اس پر غیر کی برائیاں ڈالدے اور ہضم یہ ہے کہ اس کی نیکیوں سے کچھ کم کردے اور فرمایا یہ بستیوں کی خبریں ہیں ہم تیرے آگے (اے محمدؐ) بیان کرتے ہیں بعض ان میں قائم ہیں اور بعض کٹی ہوئی ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا سو اخبار فرمایا کہ ان کو ہلاک کرتے وقت ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ ان کو ان کے گناہوں کے سبب سے ہلاک کیا اور فرمایا انبیاء اور شہداء لائے جاویں گے اور ان میں حق کے ساتھ فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا پس اس سے بر طریق دلالت معلوم ہوگیا کہ فیصلہ بین العباد بغیر عدل وانصاف کے ظلم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالے اس سے پاک ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے اور ہم انصاف کے ترازو کو قیامت کے دن رکھ لیں گے پس کسی نفس پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا یعنی اس کی نیکیوں سے کچھ بھی کم نہ کیا جاوے گا اور نہ بغیر برائیوں کے عذاب کیا جاویگا اس نے بر طریق دلالت بتادیا کہ یہ

- بغیر سیئاتہا فدل علی ان ذلک ظلم تنزہ اللہ عنہ

وقال تعالی لا تختصموا لدی وقد قدمت الیکم بالوعید مایبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید وانما نزہ نفسہ عن امر یقدر علیہ لاعن الممتنع لنفسہ ومثل ہذا فی القران فی غیر موضع مما یبین ان اللہ ینتصف من العباد ویقضی بینہم بالعدل وان القضاء بینہم بغیر العدل لظلم یتنزہ اللہ عنہ وانہ لا یحمل علی احد ذنب غیرہ وقد قال تعالی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ فَإِنَّ ذٰلِكَ یتنزہ اللّٰہِ عَنْہُ بَلْ لِکُلِّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ وقد ثبت فی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یقول یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا فقد حرم علی نفسہ الظلم کما کتب علی نفسہ الرحمۃ فی قولہ تعالی كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ فی الحدیث الصحیح لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا فہو موضوع عندہ فوق العرش ان رحمتی غلبت غضبی والامر الذی کتبہ علی نفسہ او حرمہ علی نفسہ لایکون الا المقدور لہ سبحانہ فالممتنع لنفسہ لایکتبہ علی نفسہ ولا یحرمہ علی نفسہ -

ظلم ہے جس سے حق تعالی نے اپنے نفس کو منزہ اور پاک گردانا اور فرمایا، اللہ تعالی فرماویگا، مت جھگڑو میرے پاس میں تم کو آگے عذاب کے وعدے سنا سنا کے سمجھا چکا ہوں کوئی بات میرے پاس بدلائی جاتی نہیں اور میں بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں بات یہی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نفس کو ایسے امر سے منزہ فرمایا جس پر وہ قادر ہے نہ ایسے امر سے جو فی ذاتہ وہ ممتنع ہے اور اس کی مثل قرآن مجید میں کئی جگہ ہے جس میں

بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں میں انصاف فرماویگا اور ان میں فیصلہ عدل کے ساتھ کرے گا اور عدل کے سوا ان میں فیصلہ کرنا ظلم ہے جس سے اللہ تعالی اپنی پاکی بیان کرتا ہے اور یہ کہ وہ کسی پر غیر کے گناہ نہیں رکھے گا اور اللہ تعالی نے فرمایا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اس سے اللہ تعالی نے اپنی پاکی بیان فرمائی ہے بلکہ ہر نفس کے لئے وہ ہے جو اس نے کمایا اور اس کے ذمے ہے جو کچھ کیا اور حدیث صحیح میں نبی ﷺ سے روایت ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اے میرے بندے میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام گردانا ہے اور اس کو تمہارے درمیان (بھی) حرام گردانا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو (اللہ تعالی نے) اپنے نفس پر ظلم کو حرام کرنا ہے چنانچہ لکھا ہے اپنے نفس پر رحم کو آیہ کریمہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ میں حدیث صحیح میں ہے جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا تو

وہذا القول قول اکثر اہل السنۃ والمثبتین للقدر من اہل الحدیث والتفسیر والفقہ والتصوف والکلام من اتباع ائمۃ الاربعۃ وغیرہم -

وقال العلامۃ المذکور ایضا فی منہاج السنۃ ص 11 الجزء الثانی وقد قال اللہ تعالی أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ وہذا استفہام انکاری یقتضی الانکار علی من یحسب ذلک ویظنہ وانما ینکر علی من ظن وحسب ما ہو خطاء باطل یعلم بطلانہ لامن ظن ظنا لیس یخطاء ولا باطل فعلم ان التسویۃ بین اہل الطاعۃ وبین اہل المعصیۃ مما یعلم بطلانہ وان ذلک من اظلم الشئ الذی ینزہ اللہ عنہ ومثلہ قولہ تعالی أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ وقولہ تعالی أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ وفی الجملۃ التسویۃ بین الابرار والفجار والمحسنین والظالمین واہل الطاعۃ واہل المعصیۃ حکم باطل یجب تنزیہ اللہ عنہ فانہ ینافی عدلہ وحکمتہ -

ایک کتاب میں لکھا جو اس کے پاس فوق العرش رکھی ہے کہ میری رحمت غضب پر غالب آئی ہے وہ امر جس کو اپنے نفس پر لکھا ہے یا اس کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے وہ بجز مقدور رب عزوجل کے اور کوئی نہیں بن سکتا، کیونکہ ممتنع لنفسہ امر کو نہ اپنے نفس پر لکھتا ہے اور نہ اس کو اپنے نفس پر حرام کرتا ہے اور یہ قول قول اکثر اہل سنت اور مثبتین للقدر اہل حدیث اہل تفسیر اہل فقہ اہل کلام اہل تصوف ائمہ اربعہ کے اتباع وغیرہ ہم کا ہے، یہ انکا بہت برا فتوی ہے اور یہ استفہام انکاری ایسے شخص پر جو یہ ظن وگمان رکھے مقتضی انکار رہے اور بات یہی ہے کہ یہ اس شخص پر انکار کرتا ہے جو ایسی بات کا ظن وگمان کرے جو وہ خطا اور باطل ہو جس کا بطلان (ظاہر) معلوم نہ ہو اس شخص پر جو ایسا ظن وگمان رکھے جو خطا اور باطل نہ ہو پس معلوم ہوگیا کہ اہل طاعت اور اہل معصیت کے درمیان تسویہ اور برابری کرنی معلوم البطلان امور اور اس بہت برے ظلم سے ہے جس سے اللہ تعالی اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور اس کی مثل اللہ تعالی کا یہ قول ہے کیا ہم ایماندار نیک چلن نیکو کاروں کو زمین میں فساد کرنے والوں کے برابر کرینگے

نمبر ۱۱ انصاف کی نظر سے دیکھا اکثر اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے پس جو کوئی اس کو خلاف مذہب اہل سنت والجماعت کہے اس کے لئے علمی وکوتاہ نظری کسی عاقل کو شک نہ رہے گا ۱۲

واما الحدیث الذی رواہ ابوداود مرفوعا ان اللہ لو عذب اہل سمواتہ واہل ارضہ لعذبہم وہو غیر ظلم ولو رحمہم لکانت رحمتہ خیرا لہم من اعمالہم ففی اسنادہ ابو سنان سعید بن سنان قال احمد لیس بالقوی وقال مرۃ کان رجلا صالحا ولم یکن یقیم الحدیث قال ابن عدی لہ افراد وارجو انہ من لا یتعمد الکذب کذا فی المیزان وفی التقریب صدوق افراد وفی التہذیب قال احمد لیس بالقوی وفیہ محمد بن کثیر ومحمد بن کثیر اثنان من رجال

-ابی داود

احدہما الثقفی الصنعانی وہو کثیر الغلط کما فی التقریب وضعفہ احد ابو داود وکما فی التہذیب وقال البخاری لین جدا کذا فی الخلاصۃ وفی المیزان قال عبداللہ ابن احمد ذکر ابی محمد بن کثیر المصیصی تصعفہ حدا وقال یروی

یعنی ہرگز ہرگز نہیں کرنیگے) تم کو کیا ہوا تم یہ کس طرح (ناروا) فتوی دیتے ہو خلاصہ جملہ کا یہ ہے کہ نیکوکار اور فجار اور محسنین اور ظالمین اور اہل طاعت اور اہل معصیت میں برابری کرنا باطل حکم ہے جس سے اللہ تعالی کی پاکی) واجب ہے کیونکہ وہ اس کے عدل وحکمت کے منافی ہے انتہی اور وہ حدیث جس کو ابوداود نے مرفوعا روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی اگر اہل سموات اور اہل ارض کو عذاب کرے تو انکو عذاب کریگا دراں حال کہ وہ ظالم نہ ہوگا اور اگر ان پر رحم کرے تو اسکی رحمت ان کے لئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی ضعیف ہے اس میں کئی ایک راوی مجروح ہیں ایک ابوسنان سعید بن سنان ہے جس کے حق میں امام احمد لکھتے ہیں وہ قوی نہیں اور ایک دفعہ کہا کہ آدمی تو صالح تھا مگر حدیث کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا تھا ابن عدی نے کہا اس کے تفردات ہیں مگر میرے گمان میں قصد جھوٹ نہیں بولتا تھا اس طرح میزان میں ہے اور تقریب میں ہے سچا ہے مگر حدیث میں اس کے تفردات ہیں اور تہذیب میں ہے کہ امام احمد فرماتے تھے کہ سعید بن سنان قوی نہیں اور اس حدیث کے اسناد میں محمد بن کثیر ہے اور ابوداود میں محمد بن کثیر دو ہیں ایک ثقفی ضعانی ہے تقریب میں ہے کہ وہ کثیر الغلط ہے اور تہذیب میں ہے کہ امام احمد اور ابوداود نے اس کو ضعیف کہا ہے اور بخاری نے کہا کہ نہایت سست ہے خلاصہ اور میزان میں ہے کہ عبداللہ بن احمد نے فرمایا کہ میرے باپ نے محمد بن کثیر کو ذکر کیا پس نہایت ضعیف کہا، اور فرمایا بے اصل منکرات کی روایت کرتا ہے اور نسائی وغیرہ نے کہا کہ وہ قوی نہیں اور دوسرا عبدی

اشیاء مناکیر وقال حدث بمناکیر لیس لہا اصل وقال النسائی وغیرہ ولیس بالقوی وثانیہما العبدی البصری رجح الحافظ التقریب توثیقہ لکن قال ابن معین لاتکتبوا عنہ لم یکن بالثقۃ کذا فی التہذیب والمیزان فرد الایات القرانیۃ والاحادیث الصحیحۃ النبویۃ بہذا الحدیث الذی اختلف المحدثون فی صحبۃ کہدم الجبال بالابرۃ مع انہ تقرر فی اصول الحدیث ان الجرح مقدم علی التعدیل ولو صح فلا یخالف ما ذکرتہ وللہ الحمد لان معنی الحدیث ان اللہ لو عذب اہل سمواتہ واہل ارضہ لقدر لہم ما یعذبہم علیہ فیکون غیر ظالم لہم حینئذ کما بینہ الحافظ ابن رجب وشیخ الاسلام ابن تیمیۃ وقال العلامۃ المذکور فی منہاج السنۃ فی الجزء الاول ص 130 تحت ہذا الحدیث والتحقیق انہ اذا قدرات اللہ تعالی فعل ذلک فلا یفعلہ الا بحق لا یفعلہ وہو ظالم لکن اذا لم یفعلہ فقد یکون ظلما تعالی عنہ-

وقال ابن رجب الحنبلی فی کتاب جامع العلوم والحکم فی ص 160 فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی یعنی انہ

بصری ہے حافظ نے تقریب میں اس کی توثیق کو ترجیح دی مگر امام ابن معین نے فرمایا ثقہ نہیں اس سے حدیث نہ لکھو اس طرح ہے میزان اور تہذیب میں اور یہ معلوم نہیں کہ اس اسناد میں جو محمد بن کثیر ہے ثقفی مصیصی ہے یا عبدی بصری۔ اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے والجرح مقدم علی التعدیل اس حدیث ضعیف کے ساتھ آیات قرآنیہ واحادیث صیح کا رد کرنا سوئی کے ساتھ پہاڑوں کا گرانا ہے بغرض صحت اس حدیث کے بھی الحمدللہ ہمارے مدعا کے مخالف نہیں حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ عزوجل آسمان اور زمین والوں کو عذاب کرے تو البتہ مقدر کریگا ان کے واسطے وہ شئی جس کے سبب سے ان کو عذاب دے گا پس اس وقت اللہ پاک عادل ہوگا نہ ظالم جیسا کہ ابن رجب نے جامع العلوم میں اس کے ساتھ تصریح کی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج میں، علامہ مذکور نے منہاج السنہ جلد اول ص ۱۳۰ میں اس حدیث کے یہ معنی لکھے ہیں تحقیق یہ ہے کہ جب مقدر کیا جائے کہ اللہ تعالے نے یہ کام کیا تو اللہ تعالے بغیر حق کے نہیں کرتا پس اللہ تعالے اس کو نہیں کرتا درآں حال کہ وہ ظالم ہو لیکن جب اللہ تعالے نے یہ کام نہیں کیا پس یہ کبھی یہ ظلم ہو جاویگا جس جس سے اللہ تعالی بالاتر ہے یعنی پاک ہے اور علامہ ابن رجب حنبلیؒ اپنی کتاب جامع العلوم والحکم ص ۱۶۰ میں لکھتے

منع نفسہ من الظلم لعبادہ کما قال عزوجل وما انا بظلام للعبید وقال وما اللہ یرید ظلما للعلمین وقال وما اللہ یرید ظلما للعباد وقال وما ربک بظلام للعبید وقال ان اللہ لا یظلم الناس شیئا وقال ومن یعمل من الصلحت وہو مومن فلا مومن فلا یخاف ظلما ولا ہضما والہضم ان ینقص من جزآء حسناتہ والظلم ان یعاقب بذنوب غیرہ ومثل ہذا کثیر فی القران وہو مما یدل علی ان اللہ قادر علی الظلم ولکن لا یفعل فضلا منہ وجودو کرما واحسانا الی عبادہ وقد فسر کثیر من العلما الظلم بانہ وضع الاشیاء فی غیر موضعہا واما من فسرہ بالتصرف ملک الغیر بغیر اذنہ وقد نقل نحوہ عن ایاس بن معاویۃ وغیرہ فانہم یقولون ان الظلم مستحیل علیہ غیر متصور فی ملکہ وبنحو ذلک اجاب ابوالاسود الدولی لعمران بن حصین حین سألہ عن القدر واخرج ابوداود وابن ماجۃ من حدیث ابی سنان سعد بن سنان عن وہب بن خالد الحمصی عن این الدیلمی انہ سمع ابی بن کعب یقول

ہیں رسول ﷺ کا اپنے رب سے یہ روایت کرنا کہ اے میرے بندوں میں ظلم کو اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے نفس کو بندوں کے ظلم سے بچایا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں اور فرمایا اور اللہ تعالے نہیں ارادہ کرتا جہانیوں پر ظلم کرنا اور فرمایا، تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور فرمایا اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا اور فرمایا اللہ تعالی ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور جو کوئی نیک عمل کرے درآن حال کہ وہ مومن بھی ہو پس وہ خوف نہ کرے ظلم اور ہضم سے ظلم یہ ہے کہ غیر کے گناہوں کے سبب سے عذاب کیا جائے اور ہضم یہ ہے کہ اس کی نیکیوں کے ثواب میں کچھ نقص کیا جائے اور ان کی مثل قرآن مجید میں بہت آیتیں اسی پر دال ہیں کہ اللہ تعالے ظلم پر قادر ہے لیکن اپنے فضل اور کرم اور جود وعدل اور اپنے بندوں کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے ظلم نہیں کرتا اور بہت علماء نے ظلم کی یہ تفسیر کی ہے کہ اشیاء کو ان کے مواضع لائق کے سوا اور جگہوں میں استعمال کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور جنہوں نے کہا یہ ظلم غیر کے ملک میں بے اجازت تصرف کرنے کو کہتے ہیں چنانچہ اس کی مثال ایاس ابن معاویہ وغیرہ سے منقول ہے سو وہ کہتے ہیں کہ ظلم کا اللہ تعالے سے وقوع میں آنا مستحیل اور اللہ تعالے کے حق میں غیر متصور ہے کیونکہ جو کچھ اللہ تعالے کرتا ہے وہ اس کی اپنی ملک میں تصرف ہوتا ہے

ان اللہ لو عذب اہل سمواتہ واہل ارضہ لعذبہم وہو غیر ظالم لہم ولو رحمہم لکانت رحمتہ خیر الہم من اعمالہم وانہ اتی ابن مسعود فقال لہ مثل ذلک ثم اتی زید بن ثابت فحدثہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ذلک وفی ہذا الحدیث نظر ووہب بن خالد لیس بذاک المشہور بالعلم وقد یحمل انہ لو اراد تعذیبہم لقدر لہم ما یعذبہم علیہ فیکون غیر ظالم لہم حینئذ وکونہ خلق افعال العباد وفیہا الظلم لا یقتضی وصفہ بالظلم سبحانہ کما انہ لا یوصف بسائر القبائح التی یفعلہا العباد وہی خلقہ وتقدیرہ فانہ لا یوصف الا بافعالہ لا یوصف بافعال عبادہ فان افعال عبادہ مخلوقاۃ ومفعولاۃ وہو لا یوصف بشئی فیہا انما یوصف بما قام بہ من صفاۃ وافعالہ واللہ اعلم-

وقال العلامۃ الحافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ تعالی فی کتابہ طریق الہجرتین ص 138 لان الظلم عندہم الممتنع الذی لا یدخل فی المقدور وذلک لا یمدح احد علی

اور اس کی مانند ابوالاسود دولی نے عمران بن حسین کو جواب دیا جب اس نے اس سے قدر کا مسئلہ پوچھا اور ابوداود اور ابن ماجہ ابن الدیلمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ابی بن کعب سے سنا وہ کہتا تھا اگر اللہ تعالے اپنے آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب کرے تو البتہ وہ ان کو عذاب کرے گا اور حال یہ کہ وہ ان پر ظالم نہ ہوگا اور اگر ان پر رحم کرے تو البتہ اس کی رحمت ان کے لئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی اور وہ (ابن الدیلمی) ابن مسعود کے پاس آیا اور اس کے مثل اس کو کہا پھر زید بن ثابت کے پاس گیا ان سے رسول اللہ ﷺ سے اس کی مانند حدیث سنائی اور اس حدیث (کے صیح ہونے میں) قابل ونظر ہے اور وہب بن خالد (جو اس حدیث کے اسناد میں ایک روای ہے) چنداں علم حدیث کے ساتھ مشہور نہیں اور یہ حدیث اس معنی پر محمول ہو سکتی ہے کہ اگر اللہ تعالے ان کو عذاب کرنے کا ارادہ کرتا تو ضرور ان کے لئے وہ مقدر کرتا جس کے سبب سے ان کو عذاب کرتا پس اس وقت وہ یعنی اللہ عزوجل ان پر غیر ظالم ہوتا انتہے، اور علامہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب طریق الہجرتین کے صفہ ۱۳۸ میں لکھتے ہیں کیونکہ ظلم ان کے نزدیک وہی امر ممتنع ہے جو قدرت کے نیچے داخل نہ ہو اور ایسے ممتنع غیر مقدر امر

کے ترک پر کس کی تعریف نہیں کی جا سکتی اور ہو وہ امر جس کا وجود ممکن ہے ، وہ ان کے نزدیک عدل ہے سو ظلم کے نزدیک مستحیل ہے کیونکہ وہ اس ممتنع لذات

ترکہ وکل ماامکن وجودہ فہو عندہم عدل فالظلم مستحیل عندہم اذہو عبارۃ عن الممتنع المستحیل لذاتہ الذی یدخل تحت امقدرولا یتصورفیہ ترک اختیاری فلا یتعلق بہ واخبارہ تعالی عن نفسہ بقیامہ بالقسط حقیقۃ عندہم مجرد کونہ فاعلاالاان ہناک شیئا ہوقسط فی نفسہ یمکن وجودعندہ وکذلک قولہ وماربک بظلام للعبید نفی عندہم ہو مستحیل فی نفسہ لاحقیقۃ لہ کجعل الجسم فی مکانین فی ان واحد وجعلہ موجودامعدومافی ان واحد فہذااو نحوہ عندہم ہوالظلم الذی تنزہ عنہ وکذلک قولہ یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرمافلاتظالموافالذی حرمہ علی نفسہ ہو مستحیل الممتنع لذایتہ کالجمع بین النقیضین ولیس ہناک ممکن یکون ظلمافی نفسہ وقد حرمہ علی نفسہ ومعلوم انہ لایمدح الممدوح بترک مالواراد ہ لم یقدرعلیہ وایضا فانہ وجعلتہ محرمابینکم فالذی حرمہ علی نفسہ ہوالذی جعلہ محرما بین عبادہ وہوالظلم المقدوروالذی یستحق تارکہ الحمدوالثناء والذی اوجب لہم ہذا

کانام ہے جو مقدور میں داخل ہوتا ہے اور نہ اس میں ترک اختیاری متصور ہے پس حمد اور تعریف کو اس سے کوئی تعلق نہیں اور اللہ عزوجل نے جو اپنے نفس کے حق میں بر طریق اخبار فرمایا کہ وہ قائم یالقسط ہے سو اس کی حقیقت ان کے نزدیک صرف یہ ہے کہ صرف اللہ تعالے اس کا فاعل ہے نہ یہ کہ وہاں کوئی شئے ہے جو فی نفسہ مسط وانصاف ہے اور اس کا ضد ممکن الوجود ہو اور اس طرح اللہ تعاے کا یہ قول کہ تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا ان کے نزدیک ایسے امر کی نفی ہے جو فی نفسہ مستحیل اور اس کے لئے کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ ایک جسم کا ایک وقت میں دو مکانوں کے اندر رہونا اور ایک جسم کو ایک ہی آن میں موجود و معدوم گردانا نافی نفسہ مستحیل اور بے حقیقت امر ہے پس یہ اور اس کی مثل ان کے نزدیک وہی ظلم ہے جس سے اللہ عزوجل نے اپنے آپ کو پاک فرمایا ہے اور اس طرح اللہ تعالے کے اس قول میں کہ میرے بندوں تحقیق میں ظلم کو اپنے نفس پر حرام کردیا ہے اور اس کو تمہارے درمیان (بھی) حرام کیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو جس ظلم کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے وہ مستحیل اور جمع بین النقیضین کی طرح ممتنع لذاتہ ہے وہ وہاں کوئی ایسا ممکن نہیں جو فی نفسہ ظلم ہو اور اللہ تعالے نے اس کو اپنے نفس پر حرام گردانا ہو اور امر معلوم ہے کہ گو ممدوح ایسے امر کے ترک پر تعریف نہیں کیا جا سکتا جس کی طرف اگر وہ ارادہ کرے

مناقضۃ القدریۃ المجوسیۃ ورداصولہم وہدم قواعدہم ولکن ردوا باطلا بباطل وقابلوابدعۃ ببدعۃ وسلطوا علیہم خصومہم بماالتزمو امن الباطل فصارت العلبت بینہم وبین خصومہم سجالا یغلبون ومرۃ یخلبون لم یستقرلہم نصرۃ وانما النصرۃ الثابتۃ لاہل السنۃ المحضۃ الذین لم یتحیزوالی فئتین غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یلتزمواغیر ماجآء بہ ولم یوصلوااصلا ببدعۃ یسلطون علیہم بہ خصومہم بل اصلہم مادل علیہ کتاب اللہ وکلام رسول اللہ وشہدت بہ الفطر والعقول -

وقال العلامۃ المذکورفی کتابہ الجواب الکافی ص 112 وکذلک لم یقدرہ حق قدرہ ممی قال انہ یجوزان یعذب اولیاءہ ومن لم یعصہ طرفۃ عین اوید خلہم دار النعیم وان کلاالامرین بالنسبۃ الیہ سواء وانما الخبر المحض جاء عنہ بخلاف ذالک فمنعناہ للخیر ولا لمخالفۃ حکمتہ وعدلہ وقد انکر سبحانہ فی کتابہ علی من جوزعلیہ ذلک غایۃ

تو اس پر قادر نہ ہوسکے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں نے اس کو تمہارے درمیان حرام گردانا پس جس کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے اس کو اپنے بندوں کے درمیان حرام گردانا ہے اور یہ وہی ظلم ہے جس پر اس کو قدرت ہے جس کا تارک لائق حمد وثنا ہے اور ان کو مجوس قدریہ کے مناقضہ اور ان کے اصول وقواعد کے رد اور ہدم نے ان باتوں پر مجبور کردیا تھا لیکن انہوں نے باطل کو باطل کے ساتھ رد کیا اور بدعت کا بدعت کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے خصم کو بسبب الزال ان اباطیل کے مسلط کیا پس ان میں اور ان کے خصم میں غلبہ ڈول کی طرح ہوگیا کبھی غالب ہوتے ہیں اور گاہے مغلوب ان کے لئے نصرت ثابت ودائم نہ رہی واقعہ بات یہ ہے کہ نصرت ثابت ودائم ان خالص اہل سنت کے لئے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وہ ان دو فرقوں میں سے کسی کے ساتھ شامل نہیں ہوتے اور وہ سوا اس کے جو رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اور کسی امر کا الزام نہیں کرتے اور وہ کسی اصل کو ایسے بدعی اصل کے ساتھ رد نہیں کرتے جس کے سبب سے ان پر ان کے دشمن مسلط ہوں بلکہ ان کا وہ اصل ہے جس پر کتاب اللہ اور کلام رسول اللہ دال ہوں اور فطرت اور عقل اس کے گواہ ہوں اور علامہ مذکور رحمہ اللہ اپنی کتاب الجواب الکافی کے صفہ ۱۱۲ میں لکھتے ہیں اور اس طرح اللہ عزوجل کی قدردانی نہیں کی جس نے (یہ) کہا کہ اللہ عزوجل اگر اپنے اولیاء کو عذاب رکرے جنہوں نے ایک طرفتہ العین بھی گناہ نہیں کیا تو یہ جائز ہے یا ان کو دار النعیم

الانکار وجعل الحکم بہ من اسوء الاحکام وقال العلامۃ ابن الہمام فی المسائرۃ وشارحہ (ثم قال صاحب العمدۃ من الحنفیۃ) وہو العلامۃ ابوالبرکات النفی (تخلید المومنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلا عندہم) یعنی الاشاعرۃ قالو (الاان السمع وردبخلافۃ) فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع وعندنا) معشر الحنفیۃ (لایجوزاہ) کلام العمدۃ مع ایضاح وقولہ لایجوزای عقلا شیخنا المصنف (الاول) یعنی قول الاشعریۃ (احب الی الثانی) یعنی قول الحنفیۃ فلیس احب الی انتہی ورد علی ابن الہمام زین الدین قاسم الحنفی قولہ ہذا احب الی قلت ہذا بعض الی ثم قال الشیخ ابن الہمام وشارح کتابہ (ونحن لانقول بامتناعہ) ہی امتناع العفوعن الکفر (عقلا بل) نقول بامتناعہ (سمعا) کالاشعری (وظنہم) ای الحنفیۃ (انہ) ای العفوعن الکفر (ضاف للحکمۃ لعدم المناسبۃ) ای لعدم مناسبۃ العفو لانہ اعزاء بالکفر (غلط) منہم وردعلیہ العلامۃ الشیخ زین الدین قاسم الحنفی فی حاشیۃ علی المسائرۃ ص 177

بہشت) میں داخل کردے اور یہ دونوں امر اس کی نسبت یکساں ہیں مگر چونکہ دلیل نقلی اس کے خلاف وارد ہے اس واسطے ہم اس کو ممتنع جانتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ یہ خلاف عدل وحکمت ہے اور اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب) مجید میں ایسے شخص پر بہت سخت انکار کیا ہے جو اللہ تعالی کے لئے اس کو جائز جانے اور اللہ سبحانہ پر اس کا حکم کرنا بدترین احکام سے فرمایا ہے علامہ ابن ہمام اور اس کی کتاب (مسائرۃ) کے شارح لکھتے ہیں : ابوابرکات نستفی حنفی فرماتے ہیں ہمیشہ رہنا مومنو کا دوزخ میں اور کافروں کا بہشت میں اشاعرہ کے نزدیک عقلا جائز ہے مگر دلیل نقلی کے رو سے ممتنع ہے اور ہمارے حنفیہ کے نزدیک عقلا بھی ناجائز ہے ابن الہمام کہتے ہیں مجھ کو اشعریہ کا قول بہت پسند ہے نہ حنفیہ کا زین الدین قاسم حنفی اس پر لکھتے ہیں جو قول آپ کو بہت پسند ہے اس قول کو میں بہت برا سمجھتا ہوں پھر ابن الہمام لکھتے ہیں ، کہ ہم اشعری کی طرح کافر کے عضو کو عقلا جائز جانتے ہیں نہ سمعا اور حنفیہ کا یہ گمان کہ کافر کا عضو حکمت کے منافی ہے غلط علامہ زین الدین قاسم حنفی نے اپنے حاشیہ علی المسائرہ کے صفہ ۱۷۷ میں اسکا رد کیا لکھتے ہیں ان کی کلام جس قدر میرے پاس حاضر ہے ذکر کرتا ہوں تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کیا امر اس طرح ہے جس

قلت اذکر ماحضرفی من کلامہم لیظہرہل الامرکمازعم ام لا فاقول قال فی الکفایۃ قال اصحابنا رحمہ اللہ لایجوز من اللہ تعالی ان یعفوعن الکافرین ویخلدہم فی الجنۃ ویخلد المومنین فی النار لان الحکمۃ تقضی التفرقۃ بین المسیٔ والمحسن ومایکون علی خلاف قضیۃ الحکمۃ یکون سفہا وانہ یستحیل من اللہ تعالی کالظلم والکذب فلایوصف اللہ تعالی بکونہ قادرا علیہ ودلالۃ ذلک ان اللہ تعالی رد علی من حکم بالتسویۃ بین المسلم والمجرم بقولہ افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون وکذلک قال ام حسب الذین اجترحواالسیات ان نجعلہم کالذین امنواو عملوا الصلحت سواء محیاہم ومماتہم ساء ماتحکمون ثم لانفرقہ بین ہوءلاء فی الدنیا فلابد من التفرقۃ فی الاخرۃ ولان تخلید المومن فی النار وتخلید الکافر فی الجنۃ یکون ظلما وانہ یستحیل من اللہ تعالی علی مانبین ودلالۃ انہ ظلم فان الظلم وضع الشئی فی غیر محلہ والاساءۃ فی حق المحسن والاکرام -

طرح ابن ہمام کہتا ہے یا نہ سو میں کہتا ہوں کفایہ میں ہے ہمارے اصحاب (حنفیہ) نے کہا ہے کہ اللہ تعالے کے حق میں یہ جائز نہیں کہ وہ کافروں کو معاف کردے اور ان کو بہشت میں ہمیشہ رکھے اور مومنین کو ہمیشہ آگ میں رکھے کیونکہ حکمت اس (بات) کی مقتضی ہے کہ بدکار اور نیکوکار کے درمیان فرق ہو اور جو کام قضیہ حکمت کے خلاف ہو وہ سفہ (بے عقلی) ہے اور اللہ عزوجل سے اس کا صدور ظلم اور کذب کی طرح مستحیل ہے پس اللہ تعالے کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس پر قادر ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اس شخص پر رد فرمایا ہے جو مسلم اور مجرم کے درمیان تسویہ کا فتوی دیتا ہے اس آیہ کریمہ میں کیا مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کرینگے (یعنی ہرگز نہیں کرینگے) تم کو کیا ہوا (یہ ناجائز) حکم تم اللہ سبحانہ پر کس طرح کہا کرتے ہو اور اس طرح فرمایا ہے کیا ان لوگوں نے گمان کیا ہے جو برائی کرتے ہیں کہ ہم ان کو ایماندا نیک پاک (تابعداروں) کی طرح کردینگے ان کی حیات اور ممات یکسا ہوگی (یعنی ہرگز ایسا نہیں ہوگا کہ مجرم اور محسن برابر ہو) برا ہے وہ جو (اللہ پر ایسا) فتوی دیتے ہیں پھر جب دنیا کے درمیان ان میں تفرقہ نہیں تو ضرور ہے کہ آخرت میں ان کے درمیان تفرقہ ہو اور اس لئے کہ

مومن کا ہمیشہ آگ میں رکھنا اور کافر کا ہمیشہ جنت میں رکھنا ظلم ٹھہرتا ہے اور اللہ سبحانہ سے اس کا وقوع میں آنا مستحیل ہے چنانچہ

والانعام فی حق المسیٔ المعلن وضع الشئ فی غیر موضعہ فیکون ظلما مستحیلا من اللہ ومثل ہذا اسفہا فی الشاہد فلا یجوز نسبۃ ذلک الی اللہ تعالی عقلا وقولہ تصرف فی ملکہ قلنا التصرف فی الملک انما یجوز من الحکیم اذا کان علی وجہ الحکمۃ والصواب فاما التصرف علی خلاف قضیۃ الحکمۃ یکون سفہا وانہ لا یجوز الخ وقال العلامۃ الحافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فی کتابہ شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ والتعلیل فی الباب السبع والعشرون اما القدریۃ والجبریۃ فعندہم الظلم لا حقیقۃ لہ بل ہو الممتنع لذاتہ الذی لا یدخل تحت القدرۃ فلا یقدر الرب تعالی عندہم علی ما یسمی ظلما حتی یقال ترک الظلم وفعل العدل فعلی قولہم لا فائدۃ فی قولہ عدل فی قضائک بل ہو بمنزلۃ ان یقال نافذ فی قضائک ولابد وہو معنی قولہ ماض فی حکمک فیکون تکریر الافائدۃ فیہ وعلی قولہم فلا یکون ممدوحا بترک الظلم اذ لا یمدح بترک المستحیل لذاتہ ولا فائدۃ فی قولہا فی حرمت الظلم علی

ہم بیان کرینگے اور اس بات کی دلیل کہ یہ ظلم ہے یہ ہے کہ ظلم ایک شئی کو غیر موضع میں استعال کرنا اور نیکوکار کے ساتھ برا کرنا، اور بدکار معلن کے حق میں انعام واکرام کرنا وضع الشی فی غیر موضعہ ہے پس یہ ظلم ہے اور اللہ سبحانہ کے بارے میں مستحیل ہوگا اور عقل کی رو سے ایسا کام سفہ شمار کیا جاتا ہے پس اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف عقلا جائز نہیں اور اس کا یہ قول کہ تصرف اس کی اپنی ملک میں ہے ہم کہتے ہیں حکیم کا تصرف اپنی ملک میں اس وقت جائز ہے جب کہ حکمت اور صواب کے طور پر ہو اور خلاف قضیہ حکمت کے تصرف کرنا سفہ ہے اور یہ (اللہ تعالی کے واسطے) جائز نہیں ہے، حافظ ابن القیمؒ اپنی کتاب شفاء العلیل کے ستائیسویں باب میں لکھتے ہیں قدریہ اور جبریہ کے نزدیک ظلم کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ وہ ممتنع لذاتہ ہے جو (خدا کی) قدرت کے اندر داخل نہیں پس ان کے نزدیک رب تعالے اس پر قادر نہیں جس کو ظلم کہا جاتا ہے تاکہ کہا جاوے کہ اس نے ظلم کو چھوڑ دیا اور عدل کو فعل میں لایا پس ان کے قاعدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے کہنے میں کہ میرے حق میں تیرا حکم عدل ہے کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ کہنا اور یوں کہنا کہ میرے حق میں تیرا حکم نافذ ہے یکساں ہوا اور نفوذ والی معنے ماض فی حکمک میں ہو چکی تھی پس تکرار بلا فائدہ ہوگا اور ان کے قول کے مطابق اللہ تعالے ترک ظلم کے ساتھ ممدوح نہ ہوگا کیونکہ مستحیل لذاتہ کے ترک کے ساتھ مدح نہیں ہوتی ہے اور اس قول کہ میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیا یوں گمان کیا جاتا

نفسی او یضن معناہ انی حرمت علی نفسی مالا یدخل تحت قدرتی وہو المستحیلات ولا فائدۃ فی قولہ فلا یخاف ظلما ولا ہضما فان کل احد لا یخاف من المستحیل لذاتہ ان یقع ولا فائدۃ من قولہ وما یرید ظلما للعباد۔ فنفوذ حکمہ فی عبادہ بملکیہ وعدلہ فیہم بحمدہ وہو سبحانہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر ونظیر ہذا قولہ سبحانہ حکایۃ عن نبیہ ہود انہ قال انی توکلت علی اللہ ربی وربکم ما من دآبۃ الا ہو اخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم فقولہ ما من دآبۃ الا ہو اخذ بناصیتہا مثل قولہ ناصیتی بیدک ماض فی حکمک وقولہ ان ربی علی صراط مستقیم مثل قولہ عدل فی قضائک ای لا یتصرف فی تلک النواصی الا بالعدل والحکمۃ والمصلحۃ زالرحمۃ لا یظلم اصحابہا ولا یعاقبہم بمالم یعملوہ ولا یہضمہم حسنات ما عملوہ فہو سبحانہ علی صراط مستقیم فی قولہ وفعلہ یقول الحق ویفعل الخیر والرشد الخ انتہی۔ قال العلامۃ عبد الرحیم بن علی الشہیر بشیخ زادہ فی کتابہ نظم الفرائد ذہب مشائخ الحنفیۃ الی انہ یمتنع تخالف الوعید

ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے اپنے نفس پر اس کو حرام گردانا ہے جو میری قدرت کے اندر داخل نہیں یعنے مستحیل چیزیں اور اس قول میں کہ نہ ڈرے ظلم اور نہ ہضم سے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ مستحیل لذاتہ کے وقوع سے کوئی شخص نہیں ڈرتا اور اس قول میں کہ اللہ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا اور نہ اس قول میں کہ بندوں پر ظلام نہیں ہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا، سو بندوں کے درمیان اللہ کے حکم نفوذ اس کے مالک ہونے سبب سے ہے اور اللہ تعالے کا عدل ان کے درمیان بسبب حمید ہونے اسکے ہے اور ملک اور حمد دونوں اس کے لئے خاص ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اسکی نظیر وہ قول ہے جو اللہ سبحانہ نے اپنے نبیؑ ہود کے بارے میں بر طریق حکایت بیان کیا ہے کہ ہودؑ نے کہا میں نے اس اللہ پر توکل کیا جو میرا اور تمھارا رب ہے کوئی جاندار نہیں مگر اللہ اس کی پیشانی کو پکڑنیوالا ہے بیشک میرا رب راہ مستقیم پر ہے سو یہ کہنا کہ کوئی جاندار نہیں مگر اللہ اس کی پیشانی کو پکڑنیوالا ہے اس کی مثل ہے جو رسولؐ اللہ نے کہا میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے میرے حق میں تیرا حکم گزر چکا ہے اور یہ قول کہ میرا رب راہ مستقیم پر ہے رسولؐ اللہ کے اس قول کے برابر ہے کہ میرے حق میں تیرا حکم عدل ہے یعنی وہ عزوجل ان پیشانیوں میں بجز عدل اور حکمت اور مصلحت اور رحمت کے تصرف نہیں کرتا نہ ان پیشانیوں پر ظلم کرتا ہے اور نہ بغیر کئے ان کو عذاب کرتا ہے اور نہ انکے

کما یمتنع تخلف الوعد کما فی العمدۃ للامام النسفی والشرح الکبیر الامام اللقانی وشرح الفقہ الاکبر للشیخ علی القاری وذہب المشائخ من الاشاعرۃ الی ان العقاب عدل اوعد بہ العاصی ولہ ان یعفو عنہ لان الخلف فی الوعید لا یعد نقصا کما فی المواقف وشرحہ الشریفی والتفسیر الوسیط للامام الواحدی وشرح الجوہرۃ للامام اللقانی احتج مشائخ الحنفیۃ بان الخلف فی الوعید تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ وما یلزم جواز الکذب علی اللہ تعالی فی وعیدہ وقد قام الاجماع علی تنزہ حیزہ عنہ وقال رحمہ اللہ ایضا قال الامام فخر الدین الرازی اذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ ومعلوم ان فتح ہذا الباب یفضی الی الطعن فی القران وکل الشریعۃ انتہی بلفظہ وقال رحمہ اللہ ایضا ذہب ایضا ذہب مشائخ الحنفیۃ الی ان اللہ تعالی لا یفعل القبیح ولو فعل لکان قبیحا فلا یجوز عقلا عندنا تخلید المومنین فی النار والکافرین فی الجنۃ وذہب الشیخ الاشعری من تابعہ الی ان افعالہ تعالی لا توصف بالقبح ولو فعلہ لا یوصف بہ حتی لو خلد الانبیآء فی النار

کردہ حسنات میں نقصان دیتا ہے پس وہ سبحانہ اپنے قول اور اپنے فعل میں راہ مستقیم پر ہے اور حق کہتا ہے اور خیر اور رشد کرتا ہے انتہے علامہ عبد الرحیم بن علی معروف شیخ زادہ اپنے کتاب نظم الفرائد میں لکھتے ہیں کہ مشائخ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ مخالفت وعید مثل مخالفت وعدہ کے ممتنع ہے ایسا ہی عمدہ میں امام نسفی نے اور شرح کبیر میں امام لقانی نے شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے اور مشائخ اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ گنہگار کو عذاب کا وعید عدل ہے اور اللہ کو اختیار ہے کہ اس کو معاف کر دے کیونکہ وعید کی مخالفت کو نقصان شمار نہیں کیا جاتا ایسا ہی مواقف اور اسکی شرح شریفی اور تفسیر وسیط امام واحدی اور شرح جوہرہ امام لقانی میں ہے اور مشائخ حنفیہ اسبات کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں کہ مخالفت وعید قول کا بدل ڈالنا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ یعنی میرا قول بالکل نہیں بدلا جاتا اور نہ میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں اور یہ بھی وجہ ہے کہ (مخالفت وعید سے) اللہ تعالی پر جواز کذاب لازم آتا ہے اور اجماع اسی بات پر قائم ہے کہ اللہ اس سے پاک ہے اور کہا رحمہ اللہ نے امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ جب مہربانی کی غرض سے مخالفت وعید جائز ہوگئی تو قصص اور اخبار میں کسی مصلحت کے واسطے کیوں جائز نہیں ہو سکتی اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر اس بات کا دروازہ کھول دیا جائے تو قرآن مجید اور کل شریعت پر طعن ہو

والکفار فی الجنۃ لا یقبح عندہ کما فی تعدیل العلوم وشرحہ للصدر العلامۃ والعمدۃ للامام النسفی والمسائرۃ للامام ابن الہمام استدل مشائخ الحنفیۃ بان الحکمۃ الالہیۃ تقتضی التفرقۃ بین المحسن والمسیئ وما یکون علی خلاف قضیۃ الحکمۃ یستحیل من اللہ تعالی ولان تخلید المومنین فی النار وتخلید الکفار فی الجنۃ وضع الشئ فی غیر موضعہ وہو مستحیل علی اللہ تعالی وقال رحمہ اللہ ایضا ذہب مشائخ الحنفیۃ الی ان العفو عن الکفر لا یجوز عقلا کما فی التاویلات للشیخ علم الہدی ابی منصور الماتریدی والعمدۃ للامام النسفی وشرحہ وذہب الشیخ الاشعری ومن تابعہ الی ان اعفو عن الکفر یجوز عقلا کما فی التفسیر الکبیر الامام فخر الدین الرازی وکشف الکشاف المسائرۃ للامام ابن الہمام استدل مشائخ الحنفیۃ بان الحکمۃ اللہ تعالی توجب العقاب علی من اعتقد الکفر والتزمہ وان لیس فی الحکمۃ عفو عن ۃ مثلہ الخ وباللہ العجب من قوم یستدلون بہذا

جائے گا اور کہا رحمہ اللہ نے مشائخ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ قبیح ہی ہوگا اس واسطے مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کفار کا ہمیشہ جنت میں رہنا ہمارے نزدیک عقلا بھی جائز نہیں ہے اور شیخ اشعری اور اس کے تابعداروں کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالی کے افعال قبیح کے ساتھ وصف نہیں کئے جاتے اور اگر اللہ تعالے اس (فعل قبیح) کو کرلے تو بھی اس کے ساتھ وصف نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ اگر انبیاء کو ہمیشہ دوزخ میں اور کفار کو ہمیشہ جنت میں رکھے تو اس کو بھی اشعری کے نزدیک فعل قبیح نہ کہا جائیگا جیسا کہ تعدیل العلوم اور اس کی شرح صدر العلامہ اور عمدہ امام نسفی اور مسائرہ امام ابن الہمام میں ہے مشائخ حنفیہ اس بات کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں کہ نیکوکار اور بدکار کے

تفرقہ کو تو حکمت آلہی مقتضی ہے اور جو کچھ اقتضائے حکمت کے خلاف ہے وہ اللہ تعالے سے محال ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کفار کا ہمیشہ جنت میں رکھنا وضع الشیٔ فی غیر موضعہ یعنی شئے کو اسکے اصل مقام پر نہ رکھنا ہے اور یہ بات اللہ تعالے پر مستحیل ہے، اور مشائخ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ کفر سے معافی عقلا جائز نہیں ہے ایسا ہی تاویلات شیخ علم الہدی ابی منصور یاتریدی اور عمدہ امام نسفی اور اسکی شرح میں ہے اور شیخ اشعری اور اسکے اتباع کا یہ مذہب ہے کہ کفر سے معافی عقلا جائز ہے، جیسا کہ کبیر امام رازی، اور کشف الکشاف اور مسایرۃ ابن ہمام میں ہے مشائخ حنفیہ اس بات کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں کہ جو کوئی کفر کا اعتقاد اور اسکا التزام کرے اس پر حکمت آلہی عذاب کو واجب کرتی ہے اور ایسی باتوں سے معافی حکمت میں جائز نہیں ہے

الایات یفعل اللہ مایشآء ویحکم عما یرید لایسئل مایفعل وہم یسئلون یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء علی ان اللہ عزوجل لو خالف وعدہ الذی وعد المومنین بالجنۃ واسکنہم ابدافی النار لکان عدلا وتسطا وہذا غلط وغفلۃ منہم لانہ لیس فی الایات المذکورۃ مایدل علی ہذا بل المراد من الایات ان اللہ یفعل مایشاءہ ویحکم مایریدہ ولایسئل عما یفعلہ ومخالفۃ الوعد وادخال المومنین فی النار والظلم لایشاہ ولایریدہ کما قال وما اللہ یرید ظلما للعلمین فلا یفعلہ ولا یحکم بہ ولایسئل عنہ ففی الایات ذکر مایشاءہ ویریدہ ویفعلہ ویحکم بہ ولیس فیہ ذکر مایشاءہ ویریدہ ویفعلہ ویحکم بہ وہذا الاختلاف فیہ عند احد من المسلمین وہذا امر اخر غیر الذی کنا نصددہ واما قولہ تعالی یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وَیَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ فتفسیرہ یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وہم الکفرۃ والمنافقون وَیَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ وہم المومنون -لان اللہ عزوجل صرح فی کتابہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَن یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَشَاءُ وقال سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم

اور تعجب ہے اس قوم سے جو آیہ کریمہ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیدُ اور آیہ کریمہ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَہُمْ یُسْئَلُونَ اور آیہ کریمہ یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وَیَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ سے استدلال کرتے ہیں اس بات پر کہ اگر اللہ عزوجل اپنے وعدے سے مخالفت کر کے مومنوں کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے اور اپنے وعیدات واخبارات کے برخلاف کفرہ فجرہ کو ہمیشہ کے واسطے بہشت دیوے یہ عین عدل وانصاف ہے اور یہ ان کی غلطی اور غفلت ہے کیونکہ آیات مذکورہ میں اسکا ذکر ہی نہیں بلکہ آیات مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل جس چیز کو چاہتا ہے، اور ارادہ کرتا ہے اور اسکا حکم دیتا ہے اور جس چیز کو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا اور اپنے وعدوں اخبارات سے مخالفت اور ظلم اور مومنوں کو ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اللہ عزوجل ان کو نہ چاہتا ہے اور نہ ان کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے (جیسا کہ آیہ کریمہ وَمَا اللّٰہُ یُرِیدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِینَ میں ہے) کہ اس کو کرے یا اسکا حکم دیوے یا اس سے پوچھا جاوے یہاں تو اس چیز کا ذکر ہے جو اللہ عزوجل کرتا ہے یا اس کا حکم دیتا ہے اور جس چیز کو نہ چاہتا ہے اور نہ اس کا ارادہ کرتا ہے اس کے کرنے یا حکم دینے یا پوچھا جانے کا ذکر کہاں اور یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ سے کفار مراد ہیں، اور یَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ سے مراد مومن ہیں، کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآن شریف میں تصریح کے ساتھ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَن یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَشَاءُ

لن یغفر اللہ لہم اِن تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ سَبْعِینَ مَرَّۃً فَلَن یَغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ وقال وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغْفِرَۃٌ وَاَجْرٌ عَظِیمٌ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغْفِرَۃٌ وَاَجْرٌ عَظِیمٌ فعلم ان المراد من جملۃ وَیَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ المومنون واما حدیث لن ینجو احد منکم بعملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الاان یتغمدنی اللہ برحمتہ فلا یضرنا لانا لانقول بوجوب الاجر والثواب علی اللہ تعالی بالاعمال الصالحۃ بل ہو اوجب علی نفسہ بفضلہ وکرمہ الرحمۃ وحرم علی نفسہ الظلم کما نطق بہ الکتاب السنۃ فی مثل قولہ تعالی کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وقولہ وکان حقا علینا نصر المومنین وقولہ فی الحدیث الالہی الصحیح یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسیٓ جعلتہ بینکم محرما واما ان العباد یوجبون علیہ ویحرمون علیہ ممتنع عند اہل السنۃ کلہم -وفی ہذا کفایۃ لمن لہ بصارۃ وارجو من اللہ ان ینفع بہ کثیرا من المسلمین والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

اور فرمایا سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَہُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ لَن یَغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ اور فرمایا اِن تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ سَبْعِینَ مَرَّۃً فَلَن یَغْفِرَ اللّٰہُ لَہُم اور فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیمًا اور فرمایا اَلَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیمٌ

پس آیات مذکورہ سے صاف معلوم ہو گیا کہ جملہ یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ سے مراد مشرک ومنافق ہیں کیونکہ اللہ تعالے نے صاف فرمایا دیا کہ میں مشرک کو کبھی نہیں بخشوں گا اور یَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ سے مومن ہیں کیونکہ قرآن مجید میں مومنوں کی مغفرت کے واسطے اللہ پاک کا وعدہ ہے اور حدیث لن ینجو احد منکم بعملہ ہمارے مضر نہیں کیونکہ ہم اپنے اعمالوں سے اللہ عزوجل پر وجوب حق کے قائل نہیں بلکہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے مومنوں کا حکم اپنے اوپر واجب کرلیا اور ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا جیسا کہ کتاب وسنت اسی پر ناطق ہے **کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ** تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو فرض کرلیا وکان حقا علینا نصر المومنین نصرت مومنوں کی ہمارے اوپر حق ہے، یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسیٓ جعلتہ بینکم محرما اے میرے بندو میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کردیا اور تمہارے درمیان بھی حرام گردانا اور یہ بات کہ بندے اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب کریں یا حرام کریں یہ تما اہل سنت کے نزدیک ممتنع ہے والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین والہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارخم الرحمین

سوال :۔ (۳) انصار مدینہ کا پیشہ پارچہ بافی تھا اس لئے ہر مسلمان جس کا پیشہ پارچہ بافی ہے انصار کہلایا جاسکتا ہے دہلی جیسے مرکزی شہر میں جہاں تقریبا ہندوستان کے ہر صوبے کے اور ہر قوم کے افراد آباد ہیں اور اسی طرح پارچہ باف برادری کے افراد بھی ہندوستان کے مختلف حصہ سے آکر آباد ہوگئے ہیں، (بعض راجپوت ہیں اور بعض جاٹ وغیرہ ہیں بہت سے ہندو پارچہ بافوں کی اولاد میں سے ہیں جن کے آباواجداد کسی زمانے میں مسلمان ہوگئے تھے) -اب سوال یہ ہے کہ کیا بغیر پورے ثبوت کے یہ لوگ اپنے تئیں انصار کہلواسکتے ہیں؟ اور من نسب الی غیر ابیہا ورمن ادعی الی غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام وغیرہ احادیث کا کیا مطلب ہے **بینوا توجروا**

جواب :۔ (۳) جواب صیح ہے بے شک جو لوگ انصاری النسل سے نہیں ہیں ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کو انصاری ظاہر کریں اور یہ دعوی کے ہندوستان کے تمام پارچہ باف انصاری ہیں، بلا دلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہے فقط واللہ اعلم :،

الجواب :۔ (۴) صیح بلاشک وشعبہ نسب اور نسل کا بدلنا حرام ہے پارچہ بافی اسلام میں کوئی حقیر پیشہ نہیں نہ پارچہ بافوں کو اسلام کوئی ذلت ہے سب انسان اسلام کے نزدیک ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں قرآن نے نسلی امتیاز اور پیشوں کی شرافت کا گلا گھونٹ دیا ہے ایک اصلی سید کا ایک جوتی گانٹھے والے مسلمان کا اسلام میں ایک ہی حکم ہے ذات پات پر فخر یہ جاہلیت کا کام ہے پھر کسی برادری کو اپنا نصب نامہ گھڑنے کی کیا ضرورت؟ سوال میں جو حدیثیں ہیں ان کی بنا پر نسب بدلنا حرام ہے واللہ اعلم،

صورت مرقومہ ومسئولہ بالا میں واضح ولائح ہو کہ محض پارچہ بافی انصار مدینہ کی اولاد ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی جو لوگ واقعی ان کی اولاد میں سے ہوں ان کے پاس اس کا ثبوت ہو وہ البتہ اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرسکتے ہیں اور جن لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں محض پارچہ بافی کی بناء پر اپنے آپ کو ان کی اولاد میں محسوب کرتے ہیں یہ ان کی ڈبل غلطی ہے جو شرعا ہرگز جائز نہیں فقط حررہ العاجز: حررہ العاجز ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار

اس نسب نامہ کے گھڑنے کی وجہ دراصل ان مسلمانوں کی تعصب پرستی ہے جو ہندوؤں کی صحبت میں رہاکر بالکل ہندو ہی بن چکے ہیں، جن کی نظر میں داعی اسلام کے اس فرمان لا فضل لعربی علی العجمی کے ہوتے ہوئے بھی کسی سید کی شادی کسی دھوبی سقہ جلاہے وغیرہ سے نہیں ہوسکتی دہلی کے ان نوجوانوں کو اپنے ڈاکٹری وغیرہ پیشوں کو چلانا تھا مسلمانوں میں حقارت کے خوف سے انہوں نے اپنے نسب نامہ بدلے بہرحال ان مومن حضرات کو اپنا نسب نامہ نہیں بدلنا چاہیئے کیونکہ یہ فعل شرعا گناہ ہے، واللہ اعلم: ابوالقاسم ایم اے رزاق منزل لال دروازہ دہلی۔ اخبار محمدی دہلی جلد نمبر ۱۸ ش نمبر ۲۴

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد10 ص221-246

محدث فتویٰ